ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

نمرہ رحمٰن
سکالر ایم فِل اُردو، مائی یونیورسٹی اِسلام آباد
ڈاکٹر نذر خلیق
پروفیسر، شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی اِسلام آباد

اردو کی جدید اصنافِ سُخن: ہائیکو، ثلاثی اور موشح نُما کا تجزیاتی مطالعہ

Nimra Rehman *
Scholar MPhil, Urdu, My University Islamabad
Dr. Nazar Khaleeq
Professor Dept. Urdu, My University Islamabad

***Corresponding Author:**

An Analytical Study of Modern Urdu Poetic Genres: Haiku, Terse Verse (Salsi), and Muwashah-style Poetry

Literature is inherently evolutionary, constantly adapting to shifting social and intellectual demands. This research article provides an analytical study of three modern genres in Urdu poetry: Haiku' Thulathi, and Muwashah-numa These genres emerged as a departure from traditional forms like Ghazal and Masnavi, allowing poets to express momentary truths and intense emotions with brevity and depth. Haiku, a Japanese import, is characterized by its 5-7-5 syllable structure and focuses on nature and human conditions. The article traces its evolution in Urdu from early translations in journals like *Saqi* and *Nigar* to its formal establishment by poets such as Afaq Siddiqui and Dr. Muhammad Amin. Thulathi a three-line genre often associated with Himayat Ali Shair, is analyzed through its technical requirements where the first and third lines typically rhyme. The study also addresses the historical debates regarding its origin, mentioning the contributions of Kausar Siddiqui. Finally, the article

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

explores Muwashah-numa, a genre rooted in Arabic and Andalusian traditions but reinvented in Urdu by Aslam Haneef. This genre is unique for its internal structure, effectively embedding three potential ghazals within a single framework. The study concludes that these brief yet impactful genres represent the dynamic nature of the Urdu language and its ability to absorb global literary influences.

Key Words: *Urdu Poetry, Modern Literary Genres, Haiku, Thulathi, Muwashah-numa, Himayat Ali Shair, Aslam Haneef, Japanese Literature, Brevity and Depth, Literary Evolution.*

ادب ہمیشہ تغیر پذیر رہتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے ہوئے سماجی و ذہنی تقاضے جدید شعریات کو جنم دیتے ہیں۔ اردو شاعری کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ہر دور میں دوسرے ادب کے اثرات کو قبول کیا ہے۔ بیسویں صدی کے بعد اردو میں کئی ایسی جدید اصناف متعارف ہوئیں جنہوں نے روایتی ہیئتوں (جیسے غزل، قصیدہ، مثنوی) سے ہٹ کر خیال کے اظہار کی نئی راہیں ہموار کیں۔ ہائیکو، ثلاثی اور موشح نما اسی جدید شعری رجحان کی نمائندگی کرتی ہیں۔ یہ اصناف ایک ایسے وقت میں اردو ادب کا حصہ بنیں جب شاعر اپنے احساسات کو مختصر لیکن دِلفریب انداز میں بیان کرنے کی تلاش میں تھا۔ جاپانی ادب سے مستعار لی گئی 'ہائیکو' ہو، اردو کے اپنے مزاج میں ڈھلی 'ثلاثی' یا تجرباتی ہیئت کی حامل 'موشح نما'، ان سب نے اردو نظم کے دامن کو مزید تقویت عطا کی۔

ان اصناف کی اہمیت محض ان کی ظاہری ساخت یا مصرعوں کی گنتی تک محدود نہیں، بلکہ ان کے پیچھے وہ جدید فکری شعور موجود ہے جو زندگی کے معمولی مظاہر اور لمحاتی سچائیوں کو فن کا درجہ دیتا ہے۔

ہائیکو

شاعری انسان کے جذبات و احساسات کے اظہار کا سب سے بہترین اور مفید ذریعہ ہے۔ مختلف ادوار میں شاعری کی بیش بہا صورتیں سامنے آئی ہیں۔ کہیں یہ طویل داستانوں اور نظموں کی شکل میں موجود ہے اور کہیں یہ چند الفاظ میں کائنات کی وسعتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ جاپانی ادب کی صنف ہائیکو، اسی اختصار و گہرائی کی بہترین مثال ہے۔ یہ فطرت، موسم اور انسانی کیفیات کو ایک جھلک میں قاری کے دل و دماغ پر نقش کر دیتی ہے۔ یہ ہی خصوصیت ہائیکو کی مقبولیت کی وجہ بھی ہے۔

ہائیکو جاپانی شاعری کی ایک مختصر ترین صنف ہے جو صرف تین مصروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کی ہجائی ترتیب عموماً ۵، ۷، ۵ پر مشتمل ہوتی ہے ہائیکو میں کسی منظر یا واقع کی طوالت کو بیان نہیں کیا جاتا بلکہ صرف ایک لمحے کی جھلک یا ایک کیفیت کا کوئی منظر انتہائی سادگی کے ساتھ اور گہرائی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کی اصل روح اختصار سادگی اور گہرائی ہے شاعر براہ راست جذبات یا خیالات کرنے کے بجائے صرف تصویریں دکھاتا ہے جن سے قاری خود معنی کو اخذ کرتا ہے اسی لیے ہائیکو کو کم الفاظ میں زیادہ معنی کی بہترین مثال کہا جاتا ہے۔

رفعت اختر اپنی کتاب "ہائیکو تنقیدی جائزہ" میں ہائیکو کی تعریف بیان کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں:

"چوتھی قسم کی بحر تین مصروں پر مشتمل ہوتی ہے جس میں ۵،۷،۵، کُل ۱۷ سلیبلز ہوتے ہیں۔ ایسی نظموں کو ہائیکو کہا جاتا ہے۔ جاپانی شاعری میں ان چار بحروں کے ذریعے ہی جاپان میں دیگر شعری اصناف موجود میں آئی۔ ان میں رینکا ٹنکا کٹاوٹا، سیڈوکا، چوکا وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔ ہائیکو کے صوتی نظام کو سمجھنے کے لیے جاپانی زبان کی ساخت اور نفسیات کو سمجھنا ضروری ہے۔"(۱)

اپنی اسی کتاب میں ہائیکو کی تعریف بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ لکھتی ہیں:

"جاپان میں ہائیکو کے لغوی معنی کھیل کی نظم یعنی گیم ورس کے ہیں لیکن اس طرح ہی معنوں کے اعتبار سے ہائیکو وہ شعر پارہ ہے جس میں منظر نگاری محاکات، پیکر نگاری، درد و رنج، ہجر وصل، شعور کی روح اور احساسات اور جذبات کو آسان طریقے سے بیان کیا جائے۔"(۲)

اسی بات کی تائید کرتے ہوئے عنوان چشتی اپنی کتاب اردو شاعری میں ہئیت کے تجربے میں لکھتے ہیں:

"یہ تین مصروں کی نظم ہوتی ہے اس کا پہلا مصر پانچ رکن کا دوسرا سات رکن کا اور تیسرا پانچ رکن کا ہوتا ہے۔ تینوں مصروں کے ارکان کے مکمل تعداد ۱۷ ہوتی ہے۔ اس کے دوسرے نام ہائے کائے یا ہُکو بھی ہیں۔"(۳)

انہی تعریفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہائیکو ایک ایسی جاپانی صنف ہے جو کہ ۱۷ سلیبلز پر مشتمل ہوتی ہے اس کی مصرعوں کی تعداد تین ہیں۔ اس میں پہلا مصرع پانچ دوسرا مصرع سات جبکہ تیسرا مصر پانچ سلیلز پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے موضوعات زیادہ تر فطرت اور پیکر تراشی ہیں۔ جبکہ اختصار اس کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔ یہ اپنے اندر بہت بڑی دنیا کو سمو لیتی ہے جو کہ قاری کے لیے حیرانگی کا سبب بنتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

اردو میں ہائیکو کا آغاز وارتقا:

اردو میں ہائیکو کا آغاز کب کہاں اور کیسے ہوا اس بارے میں بیشتر رائے ملتی ہیں جن میں کہا جاتا ہے کہ ہائیکو اردو میں ترجموں کے ذریعے آئی۔ شروع شروع میں شعرا نے بیشتر جاپانی شعرا کے ترجمے اردو ادب میں متعارف کروائے جو کہ ہائیکو کے آغاز کا سبب بنے۔ ان تراجم میں موضوعات کی تو قید تھی لیکن ہیئت کا ترجمہ خاصا مشکل تھا۔ اس لیے ابتدائی ہائیکوز میں ہمیں کسی قسم کی ہئیتی قید نظر نہیں آتی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہائیکو کی سلیبلز کی ترتیب بھی متاثر نظر آتی ہے لیکن موضوعات کو اچھی طرح پیش کیا گیا ہے۔ اگر تراجم کو ہی اردو شاعری میں آغازِ ہائیکو کہا جائے تو اردو ہائیکو کا آغاز انہی تراجم سے ہوا ہے۔ ہائیکو کے آغاز کے بارے میں رفعت اختر اپنی کتاب ہائیکو: تنقیدی جائزہ میں درج کرتی ہیں:

> "ہائیکو خالصتاً مشرقی صنفِ شاعری ہے۔ اردو میں ہائیکو کا آغاز یوں تو ۱۹۳۲ میں نور الحسن برلاس کی فرمائش پر دہلی کے قدیم رسالہ "ساقی" کے جاپان نمبر سے ہو گیا تھا لیکن ساقی کی مشمولات سے پتہ چلتا ہے کہ ہائیکو اردو میں براہ راست نہ آ کر مغربی ادب خصوصاً انگریزی کے ذریعے اردو میں برتی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں ہائیکو "ہائیکو نما یا آزاد ہائیکو" کی حیثیت سے منظر عام پر آئی۔ چنانچہ ۱۹۳۶ سے ۱۹۷۰ تک اردو میں بیشتر ہائیکو میں سلیبلز کا التزام نہیں کے برابر رہا لیکن ۱۹۸۰ کے بعد ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر شعرا نے جاپانی ادب و شاعری کی اصول و ضوابط فنی التزام اور جاپانی زبان کی ساخت شاعری کی ہیئت اور ماہیت کو پرکھ کر اردو میں ہائیکو تخلیق کیے"۔ (۴)

دسمبر ۱۹۲۲ میں ایک ادبی جریدے جس کا نام "نگار" تھا، بیرسٹر سید حسن عابد جعفری کا یادگار مضمون "جاپانی شاعری پر ایک نظر" شائع کیا گیا اس مضمون کے ذریعے اردو طبقے میں جاپانی اصناف کا تعارف کرایا گیا لیکن یہ مضمون بہت جلد فراموش کر دیا گیا تھا. اس کے بعد ۱۹۳۶ کی ابتدا میں ایک اور نئے ادبی جریدے جس کا نام [جاپان نمبر] (۵) تھا، شائع ہوا اس ادبی جریدے میں عزیز تمنائی علی ظہیر اور فضل حق قریشی جیسے ادیبوں نے ہائیکو اور دیگر جاپانی اصناف کے تراجم پیش کیے۔ ان تمام لوگوں کو مواد فراہم کرنے میں نور الحسن برلاس کا کردار بھی شامل تھا۔

۱۹۳۶ سے ۱۹۶۰ تک اردو میں جاپانی صنف سخن ہائیکو کے تراجم کا ہی سلسلہ جاری رہا جس میں حمید نظامی، میر آجی ظفر، اقبال، کلیم الدین احمد قاضی سلیم وغیرہ لونے ترجمہ پیش کیے۔ ۱۹۶۶ میں قاضی سلیم کی آزاد ہائیکو کا ذکر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

کہیں کہیں ملتا ہے لیکن وہ بھی ناقص نظمیں تھی ۱۹۷۰ یا ۷۱ میں معروف شاعر آفاق صدیقی ان کے دوستوں ڈاکٹر تنویر عباسی شیخ عیاز نے دریائے سندھ کے کنارے نجی محفل میں پہلی مرتبہ اردو ہائیکو پیش کر کے اس کا باقاعدہ آغاز کیا۔ڈاکٹر محمد امین نے اردو ہائی کو کا پہلا مجموعہ ۱۹۸۱ میں مرتب کی شائع کیا تھا لیکن اب اس کا نشان کہیں بھی نہیں ملتا ۔اس کے بعد اردو مجموعہ ہائے کلام کا سلسلہ چل پڑا علاقائی زبانوں میں بھی ہائی کو کا چال چلن اتنا زیادہ ہے کہ آئے دن اس کے مجموعے شائع ہو رہے ہیں۔

رفعت اختر ہائیکو کی ارتقائی منازل کے بارے میں کرتے ہوئے کہتی ہیں:

> "ابتدا میں اردو ہائیکو "ہائیکو نما" یا "آزاد ہائیکو" کی حیثیت سے منظرِ عام پر آئی۔ چنانچہ ۱۹۳۶ سے ۱۹۷۰ تک اردو کی بیشتر ہائیکوز میں سلیبلز کا التزام نہیں کے برابر رہا۔لیکن ۱۹۸۰ کے بعد ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر شعرا نے جاپانی ادب و شاعری کے اصول وضوابط، فنی التزام اور جاپانی زبان کی ساختاً شاعری کی ہئیت و ماہیت کو پرکھ کر اردو میں ہائیکوز تخلیق کیے۔چنانچہ اس سلسلے میں میرے بھی دو مضامین یکے بعد دیگرے شائع ہوئے۔اس کے بعد اردو میں ہوئیکوز کا سیلاب آگیا۔چنانچہ علیم صبا نویدی کے ہائیکوز کے مجموعے ترسیلے شعاعِ مشرق، تشدید، اس کی روشن مثالیں ہیں۔مضامین کے تعلق سے حمزہ پوری، ڈاکٹر رحمت یوسف زئی، انور مینائی، سلیم انصاری وغیرہ نے ہائیکو کی تفہیم میں نمایاں رول ادا کیا۔"(۶)

علاوہ ازیں،۱۹۹۸ میں اردو دنیا ہائی کو کے فروغ کے لیے ایک رسالہ، جس کا نام "ہائی کو انٹرنیشنل" تھا کراچی سے شائع ہوا جو کہ اب تک چل رہا ہے۔اس کے تقریباً ۱۰ سے ۱۱ شمارے شائع ہو چکے ہیں۔موجودہ دور میں بھی شعرا اپنی کتابوں میں کئی موضوعات اور بحروں کے لحاظ سے ہائیکو نگاری کرتے ہیں۔

اردو ہائیکو کے نمونہ جات:

جاپانی ادب میں ہائیکو بچوں کے کھیل کے موضوع پر لکھی جاتی تھی۔لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کے موضوعات میں بدلاؤ آتا گیا۔اس کا رُخ کھیل کی دنیا سے بدل کر فطرت، زندگی اور حقیقت کی شاعری کی جانب ہو گیا۔اردو شعرا نے ہائی کو میں جاپانی روایت کو تو اپنایا مگر ساتھ ساتھ اپنے ماحول اور سماج کے مسائل کو بھی شامل کیا۔انہوں نے قدرتی مناظر موسموں کا بدلنا انسانی جذبات معاشرتی پہلو اور روزانہ زندگی کے مشاہدات کے ذریعے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہائیکو کی اردو ادب میں تفہیم کی۔ اردو ہائیکو میں بہت لوگوں نے طبع آزمائی کی۔ شعرا نے قربِ الٰہی، فطری مناظر، ذاتی خیالات، داخلی و خارجی کیفیات اور ان جیسے بے شمار موضوعات کو رقمطراز کیا۔

اردو شاعری میں حقیقی مالک کا ذکر زیادہ تر اشارے علامتوں یا فطرت کے مناظر کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ یہ ذکر نہ تو بہت طویل ہوتا ہے نہ ہی اس میں کوئی لمبی تشریح ہوتی ہے بلکہ صرف تین مختصر مصروں میں ایک روحانی اعزاز جگانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ شاعر براہ راست اللہ کا نام تو نہیں لیتا لیکن فطرت کے مناظر کے ذریعے اس کی قدرت کو ظاہر کرتا ہے ہائی کو میں فنا سکون اور دل کی پاکیزگی جیسے خیال آتے ہیں جو تصوف اور قرب الٰہی کے بنیادی اصول ہیں ہائی کو میں قدرت کے حسن کے ذریعے خالق کی عظمت ظاہر کی جاتی ہے۔

مثال کے طور پہ علیم صبا نویدی کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

میرا اول بھی میرا آخر بھی
اس کے آگے ہے سر بس سجدہ صبا
میرا باطن بھی میرا ظاہر بھی(۷)

ہر طرف ذات رب باری ہے
ذرہ ذرہ بھی پھول بھی پھل بھی
مظہر نور کی سواری ہے(۸)

اُردو ہائیکو کا دوسرا بڑا موضوع فطرت ہے جبکہ، جاپانی ادب میں فطرت کو اولین موضوع قرار دیا جاتا رہا ہے۔ فطرت ہائیکو کا سب سے بنیادی اور قدیم موضوع ہے۔ اردو ہائیکو میں شاعر فطری مناظر جیسے کہ پھول، درخت آسمان، پرندے، دریا، چاند، ستارے اور دیگر قدرت کے نظارے تین مصروں میں ایسے قید کرتا ہے کہ وہ منظر تین مصارع میں مکمل قید ہو۔ علیمؔ صبا نویدی کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

پگھلا پگھلا چاند
بجھے بجھے سے تارے
رگ رگ میں انگارے (۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

سبزے کی پتی
موسم کا اپہار
جیسے پہلا پیار(۱۰)

چوں کہ ہائیکو جدید صنفِ سخن ہے، اس لیے اس میں اس موضوع کا تجربہ بھی کیا گیا ہے جو قدیم اصنافِ سخن میں استعمال ہوتے رہے۔ وقت کا رفتہ رفتہ بدلنا، لمحے کی اہمیت، انسانی زندگی کے مختصر لمحات، ان تمام موضوعات کو سامنے رکھ کے شاعر وصل اور تنہائی کے ملے جلے جذبات ہائیکو کی نظر کرتا ہے۔ مثال کے طور پہ خاورؔ چودھری کہ یہ ہائیکو ملاحظہ ہو:

وقت تو گزرتا ہے
چھوڑو وصل کی باتیں
خود سے کیوں الجھتے ہو(۱۱)

اور ایک اور جگہ وہ تحریر کرتے ہیں:

سردیوں کا موسم ہے
کاٹتی ہے تنہائی
پھر وہ یاد آیا ہے(۱۲)

ہائیکو کے ذریعے شاعر یہ بھی دکھانا چاہتا ہے کہ زندگی میں امید کے ساتھ ناامیدی اور ناامیدی کے ساتھ امید جڑی ہوئی ہے۔ ان دونوں کا تصادم ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔ کبھی امید جیت جاتی ہے اور کبھی ناامیدی لیکن فائدہ اس وقت ہی ہوتا ہے جب امید نہ امیدی کا پلڑا بھاری نہ ہونے دے اور زندگی میں ایک حسین صبح لائے۔ اس زاویے میں محمد امینؔ کی یہ ہائیکو ملاحظہ ہو:

زندگی میں مسرتوں کی عمر
جیسے ماچس سلگتے بجھ جائے

جیسے چیری کے پھول جھڑ جائیں(۱۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

یا ایک اور جگہ وہ تحریر کرتے ہیں:

یہ دسمبر کی زرد دوپہریں
اور ستمبر اداس شاموں کا
زندگی ایک صبحِ دیراں ہے(۱۴)

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو ہائیکو لکھنے والوں کی تعداد سو دو سو کے لگ بھگ ہے۔ یہ ایک ایسی صنف ہے جس میں آفتاب، ظہر، جمال نقوی، نسیم سحر، فراست رضوی، ثروت سلطانہ، سہیل احمد صدیقی وغیرہ شاملِ فہرست ہیں۔ ہائیکو ایک ایسی صنف سخن ہے جو مختصر ہونے کے باوجود گہرے احساسات کی ترجمان ہے۔ یہ انسان کو فطرت اور زندگی کے لمحاتی حسن سے جوڑتی ہے۔ اس کا کمال یہ بھی ہے کہ یہ چند لفظوں میں ایک وسیع منظر اور مکمل جذبہ پیش کر دیتی ہے۔ اردو شاعری میں اس نے ایک نیا رنگ، نیا انداز اور نیا احساس پیدا کیا ہے۔ ہائیکو ہمیں سکھاتی ہے کہ خوبصورتی لمبی باتوں میں نہیں بلکہ مختصر اور سچے احساسات میں بھی پوشیدہ ہو سکتی ہے۔

ثلاثی

یہ صنف دراصل تین مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے، جس میں شاعر خیال، تجربے، یا جذبے کو نہایت اختصار، تہہ داری اور علامتی انداز میں پیش کرتا ہے۔ عموماً اس کا پہلا اور تیسرا مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں اور تینوں مصارع ہم وزن ہوتے ہیں۔ اس صنف میں کسی بھی خاص بحر کا التزام نہیں کیا جاتا۔ یہ ہی تینوں مصارع مل کر مکمل معنوی نظم اور ایک اکائی بنتے ہیں۔

رعنا اقبال، ثلاثی کی تعریف بیان کرتے ہوئی کہتے ہیں:

> "یہ تین مصرعوں کی نظم ہے۔ جس کا پہلا اور تیسرا مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں اور دوسرا مصرع آزاد۔۔۔۔۔۔تینوں مصرے ایک ہی بحر کے پابند ہوتے ہیں اور یہ کسی بھی بحر میں لکھی جاسکتی ہیں حمایت صاحب ۱۹۶۰ سے ایسی نظمیں لکھ رہی ہیں۔"(۱۵)

یہ صنف بظاہر سادہ دکھائی دیتی ہے مگر درحقیقت فکری بالیدگی، تخلیقی شعور اور زبان پر غیر معمولی گرفت کی متقاضی ہوتی ہے۔ آسان الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ثلاثی میں شاعر کو یہ چیلنج پیش ہوتا ہے کہ وہ آسان اور جامع الفاظ میں معنوی ثلاثی تخلیق کرے جو کہ ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہے۔ ثلاثی کو پہلے پہل کئی اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

ناموں سے بھی جانا جاتا تھا جیسے کہ مثلث یا تثلیث۔ بقول حمایت علی شاعر، بعد میں انہوں نے اس صنف کو باقاعدہ طور پر "ثلاثی" کے نام سے پکارنا شروع کیا اور پھر یہ ہی نام لیے یہ صنف مقبول ہو گئی۔ ان کا کہنا ہے:

> "میں نے کوشش کی ہے کہ میرا آئینہ پتھر نہ بن سکے۔ اس آئینے میں چہرہ بہ چہرہ وہ تسلسل برقرار رہے جو روایت میں جدت کا ضامن ہے۔ میری شاعری میں یہ التزام کس حد تک رہ سکا۔۔۔۔۔۔ اس کا اندازہ اہلِ نظر ہی لگا سکتے ہیں اور بالخصوص اس نئی صنف میں جسے میں نے مثلث کی رعایت سے ثلاثی کا نام دیا ہے۔ ثلاثیاں میں ۱۹۶۰ سے کہہ رہا ہوں۔ پہلے اس کا نام ثلیث رکھا تھا مگر مذہبی نظریہ کی اصطلاح سے مناسبت پیدا ہو جانے کے بعد جلد اسے ترک کر دیا اور اب ثلاثی ہی کے نام سے یہ صنف موسوم ہے۔"(۱۶)

حمایت علی شاعؔر خود کو اس صنف کا موجد اور بانی بھی کہتے ہیں۔ ان کی شاعری کا پہلا مجموعہ "مٹی کا قرض" پہلی بار ۱۹۷۴ میں شائع ہوا تھا جس میں کُل چونتیس ثلاثیاں مختلف عنوانات کے تحت شامل کی گئی ہیں۔ اس مجموعے میں آپ خود کو ثلاثی کا موجد قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں :

> "یہ طرزِ خاص ہے ایجاد میری۔"(۱۷)

جبکہ بحوالہ رعناؔ اقبال، احمد ہمدانی کا کہنا ہے:

> حمایت نے اصناف شاعری کے سلسلے میں ایک صنف ثلاثی کا تجربہ کیا ہے۔ اس کے لیے یہ تجربہ اس کے باطنی دباؤ ہی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ یعنی وہ جو کچھ کہنا چاہتا تھا اس کے لیے ایک مناسب صنف درکار تھی جو اس کے تخلیقی عمل کے دوران میں منکشف ہوئی۔ جسے اس نے تین مصروں کی نظم کی صورت میں پیش کیا۔ جب حمایت پر منکشف شدہ یہ صرف عوام میں مقبول ہونے لگے تو ہمارے کچھ دوستوں نے دعوے کرنے شروع کر دیے کہ حمایت سے پہلے وہ صنف کو ایجاد کر چکے ہیں۔ ہمارے ان دوستوں کے یہ دعوے سراسر نادانی پر محمول ہیں کیونکہ حمایت سے پہلے ثلاثی ایک صنف کے طور پر مقبول ہی نہیں تھی اور اگر کسی نے مغربی زبان کے ذریعے کوئی ایک تین مصروں کی نظم کہہ بھی لی تو اسے باطنی دباؤ کا نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔"(۱۸)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

کئی لوگوں نے حمایت کے خلاف یہ کہنے کے لیے قلم اٹھایا کہ صنف ثلاثی کسی اور شخصیت کی تخلیق کردہ ہے اور کئی لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کا اثر مغربی صنف "ہائیکو" سے لیا گیا ہے۔ لیکن ہائیکو اور ثلاثی کی بناوٹ میں محض تین مصارع کا ہونا ہی مماثلت ہے۔ باقی ان کے فنی و فکری لوازمات ایک دوسرے سے بلکل نہیں ملتے۔

کوثر صدیقی بھی اسی زاویے میں تحریر کرتے ہیں:

> "اردو شاعری میں غزل جتنی قدیم ہے اتنی ہی قدیم ثلاثی بھی ہے۔ اس کے موجد سید محمد حسینی عرف بابا بندہ نواز گیسو دراز گلبرگہ شریف ہیں لیکن بیسویں صدی میں جب نئی نئی اصناف ایجاد کر کے اسے ایجاد بندہ کہہ کر اس کے موجد ہونے کا سہرا حمایت علی شاعر صاحب نے اپنے سر باندھ لیا۔ کچھ شعرا نے موجد ہونے کا دعویٰ تو نہیں کیا لیکن اپنی تخلیق کو اس طرح پیش کیا کہ وہ بالکل نئی ہو۔"(۱۹)

اب قابلِ غور بات یہ ہے کہ کوثر صدیقی نے حمایت علی شاہ کو تو ثلاثی کے موجد کے تختہ سے تو ہٹا دیا لیکن خود انہوں نے ثلاثی کی جو مثالیں پیش کی ہیں، ان سب میں وہی ترتیب، بحر اور قافیہ کی ترتیب اپنائی گئی ہے جو حمایت علی شاہ نے ثلاثی کے لیے مختص کی تھی۔ بحوالہ کوثر صدیقی، یہ ثلاثی ملاحظہ ہو:

اپنی خو کیسے چھوڑ سکتے ہیں
شیشہ ہی توڑنا ہے جن کا نام
ٹوٹے دل کیسے جوڑ سکتے ہیں(۲۰)

بطور پہلے ثلاثی نگار، حمایت بہت مقبول و معروف شخصیت ہیں۔ بے شک لوگوں نے ان کو کی کافی ٹانگ کھینچنے کی کوشش کی، انہوں نے اپنا قلم ٹوٹنے نہیں دیا۔

حمایت کے مجموعہ شاعری "مٹی کا قرض" میں موجود پہلی ثلاثی "الہام" کے نام سے درج ہے۔ اس کے مصارع ملاحظہ ہوں:

کوئی تازہ شعر ،اے ربِ جلیل
ذہن کے غارِ حرا میں کب سے ہے
فکر۔۔۔۔۔۔۔۔ محوِ انتظارِ جبریل(۲۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

ان کی ایک اور ثلاثی "شرط" جو کہ اسی مجموعہ کا حصہ ہے، ملاحظہ ہو:

شب کو سورج کہاں نکلتا ہے
اس جہاں میں تو اپنا سایہ بھی
روشنی ہو تو ساتھ چلتا ہے(۲۲)

حمایت کا دوسرا شعری مجموعہ "حرف حرف روشنی" ۱۹۸۶ میں نئی دہلی سے شائع ہوا۔ یہ مجموعہ آپ کے تین شعری مجموعوں، مٹی کا قرض، آگ میں پھول اور ہارون کی آواز کا مختصر انتخاب ہے۔ لیکن اس مجموعے میں جو ستائیس ثلاثیاں شامل کی گئی ہیں، تمام مٹی کا قرض کا بھی حصہ ہیں۔

ان کی ثلاثی "مساوات" ملاحظہ ہو:

زندگی بھر تو نہیں ـــــ ہاں مگر وقتِ نماز
اپنے ایماں کی سرِ عام نمائش کے لیے
"ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز"(۲۳)

ثلاثی کے ضمن میں دوسرا سب سے اہم نام "کوثر صدیقی" کا ہے۔ اردو میں سب سے پہلا ثلاثی کا مجموعہ "جیب میں پتھر" ان کی جانب سے پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے ثلاثی کے مجموعہ شائع کروائے، جن میں "بیچاری"، "فصیلِ شب"، اور "ثلاثیات" وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ان کے تمام مجموعوں میں موجود ثلاثیوں کی تعداد کو جمع کیا جائے تو ان کی تعداد دو ہزار سے بھی زیادہ بنتی ہے۔ اب تک اردو ادب میں سب سے زیادہ ثلاثیاں کہنے کا سہرا ان ہی کے سر جاتا ہے۔ ثلاثی کی ضمن میں ان کا سب سے اہم کام ثلاثی کے لیے بحر کا مختص کرنا ہے۔ انہوں نے اردو ثلاثی کے لیے ا،ب،ا کی قافیہ کی ترتیب کو مقرر کیا کیوں کہ لوگ ماہیا، ہائیکو اور مثلث کو ایک ہی صنف کا ردوبدل کہنا شروع ہو گئے تھے۔

کوثر صدیقی کی چند ثلاثیاں ملاحظہ ہوں:

دل کو کن کن ادا سے شاد رکھا
یاد رکھنا تھا جس کو بھول گئے
بھول جانا تھا جس کو یاد رکھا(۲۴)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

تجربہ تو یہی بتاتا ہے
جب بھی فرعون سر اٹھاتے ہیں
کوئی موسیٰ ضرور آتا ہے۔(۲۵)

مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ثلاثی کی یہ درج شدہ ترتیب کافی حد تک معقول ہے۔ چونکہ آپ نے اس صنف کی الگ فارم و ہیئت متعین کی ہے اس لیے زیادہ تر شعرا نے ثلاثی کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ ثلاثی کی موجودہ ہیئت و شناخت قائم کرنے کا سہرا کوثر صدیقی کے سر ہی جاتا ہے۔

موشح نُما

شاعری کی تاریخ مختلف اصناف سخن کے ارتقا سے ماخوذ شدہ ہے۔ انہی اصناف میں ایک دلکش مگر کم معروف صنف "موشح نما" بھی ہے، جو اپنی مخصوص ہیئت، ترتیب اور موسیقیت کی وجہ سے نمایاں مقام رکھتی ہے۔ یہ صنف دراصل [عربی موشح] (۲۶) سے ماخوذ ہے، جس کی ابتدا [اندلس] (۲۷) سے ہوئی۔ وہاں کے لوگوں نے قافیہ بندی، ردیف اور موسیقیت کے التزام کے ساتھ ایک نئی طرز متعارف کروائی جس میں نغمگی کو خاص اہمیت دی گئی۔ یہ صنف فارسی ادب سے ہوتی ہوئی اردو ادب میں داخل ہوئی۔ تاہم، مختلف اردو شعرا کے ہاں اس صنف کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ چونکہ اردو میں یہ صنف اپنی اصل ہیئت سے ہٹ کر اپنائی گئی ہے اس لیے اسے عربی موشح کے بجائے موشح نما کہا گیا ہے۔

موشح نما کی تعریف بیان کرتے ہوئے علیم صبا نویدی لکھتے ہیں:

"موشح نما غزل دراصل ایک ہی بحر اور الگ الگ ردیف و قوافی والی دو الگ الگ غزلوں کی حامل ہوا کرتی ہے۔ ایک غزل کا پہلا مصرع دو حصوں میں بٹ کر طرفین بنتا ہے اور دوسری غزل کا پہلا مصرع وسط بنتا ہے۔"(۲۸)

جبکہ نقاد ظہیر رحمتی اپنی کتاب "غزل کی تنقید کی اصطلاحات" میں تحریر کرتے ہیں:

"موشح نما غزل ایسی غزل کو کہا جاتا ہے جس میں پابند غزل کی ہیئت میں ایک مصرع میں تین حصے ہوتے ہیں اور ہر حصے میں پابند غزل کی طرح ردیف و قافیہ کا التزام ہوتا ہے۔ مصرع کا پہلا حصہ تیسرے حصہ کے ساتھ مل کر دوسرے حصہ کے ہم وزن ہو جاتا ہے۔"(۲۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

مجموعی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ موشح نما غزل، غزل کی ایک ایسی قسم ہے جو اپنے اندر تین غزلیں سموئے ہوئے ہوتی ہے۔ ہم اگر ایک مصرع کے تینوں حصوں کو الگ الگ کر کے اپنے ہم قافیہ و ردیف الفاظ کی ترتیب کے ساتھ پڑھیں تو ایک مصرع کے تینوں حصے الگ الگ غزل محسوس ہوتے ہیں جو کہ خالصتاً پابند غزل کی نوعیت میں تحریر شدہ ہوتے ہیں۔ نوشح نما غزل کی اس انفرادی خوبی کی بنا پر اسے اردو شاعری کی جدید اصناف میں اہم مانا جاتا ہے۔

اردو شاعری میں سب سے پہلے جس شخصیت نے موشح نما غزلیں لکھنا شروع کیں، ان کا نام اسلمؔ حنیف ہے۔ آپ اردو ادب کے مقبول و مشہور شاعر ہیں۔ اردو شاعری میں آپ نے کئی اور اصناف میں بھی طبع آزمائی کی ہے لیکن موشح نما غزل آپ کی الگ پہچان ہے کیوں کہ اس کا اختراع آپ ہی کے ہاتھوں ہوا ہے۔

ظہیر رحمتی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> "موشح غزل کے مصرع کا پہلا اور تیسرا حصہ دوسرے حصہ کی لغوی توسیع ہوتا ہے۔ موشح غزل کے موجد اسلم حنیف ہیں۔"(۳۰)

اردو شاعری میں چوں کہ موشح نما غزل کے اثرات قدیم شاعری کی صورت میں موجود تھے لیکن اسلمؔ حنیف نے موش نما غزل کا اردو شاعری میں باقاعدہ آغاز اسلمؔ حنیف نے سر انجام دیا۔ انہوں نے سن ۲۰۰۰ میں شاعری میں غزل کی ہیئت کو بر قرار رکھتے ہوئے اس میں موشح کی خصوصیات جیسے کہ صوتی آہنگ، بندوں کا ربط، موسیقیت وغیرہ کو شامل کیا۔ اس طرح ایک نئی طرز متعارف ہوئی جسے موشح نما غزل کا نام دیا گیا۔

علیمؔ صبا نویدی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> "دوماہی 'گلبن' ستمبر اکتوبر ۲۰۰۰ کے شمارے میں اسلمؔ حنیف کی دو موشح نما غزلیں دو الگ الگ تجربوں میں پیش ہوئی ہیں۔ موصوف نے اس صنف سے متعلق کسی طرح کی تفصیل نہیں پیش کی۔ البتہ انہوں نے اندلسی شاعری کی قدیم ترین تجربات میں پائے جانے والے بے پناہ تنوع کی طرف اشارہ کی ہے جو موجوہ آزاد نظم، معریٰ نظم اور پابند نظم کے ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں۔ یہ موشحات ہیں جن کے ابتدائی نقوش عربی میں موجود ہیں۔(۳۱)

چونکہ موشحاتی غزل میں غزل کو تین طرح سے بانٹا جاتا ہے، اس لیے اس کے مصارع کے ربط سے ایک طرح سے تین غزلیں ترتیب دی جاتی ہیں۔ ہر مصرع کا پہلا حصہ، ہر مصرعے کے پہلے حصے کا ہم وزن، ہم قافیہ اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

ایک جیسی ردیف کا حامل ہوتا ہے۔ اور باقی دو مصارع کی ترتیب بھی یہ ہی ہوتی ہے۔ موشح نما غزل کی یہ خصوصیت بہت نایاب ہے جو کہ اسے باقی تمام شاعری کی اصناف سے الگ کرتی ہے۔ اسلم حنیف کی پہلی موشح نما غزل، جو کہ دو ماہی گلبن میں درج کی گئی تھی، اس کے چند اشعار ملاحظہ ہو:

دل رُبا	ہے صبا کا اگر ارادہ تُو	کیف بیکراں ہو جا
پھر بتا	کیوں بھٹکتا ہے جادہ جادہ تُو	خواب دلبراں ہو جا
ہے یہ سچ	لوگ اپنے ارادے سے لکھ دیں گے	شاعروں کی بستی ہے
سُن ذرا	رکھ نہ اوراق دل کو سادہ تو	وقف امتحاں ہو جا[۳۲]

اس غزل میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کہ غزل کے پہلے، دوسرے اور تیسرے حصے کو متواتر ایک کے نیچے ایک لکھتے جائیں تو وہ بھی باقاعدہ ایک الگ غزل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، جبکہ درمیانی حصہ کو ہٹا کر پہلا اور آخری حصہ ملا دیا جائے، تو وہ بھی ایک باقاعدہ ہم وزن مصرعے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اسلم حنیف نے گلبن میں جو دوسری موشح غزل تحریر کی تھی، وہ بھی کم و بیش اسی بحر میں ہے لیکن اگر اس کے چھوٹے مصارع کو ہٹا دیا جائے تو نئی بحر بن جاتی ہے جو کہ پہلی والی سے الگ ہے۔

لیکن ملا کر پڑھنے سے یہ فائدہ ہے کہ شعر کا الگ اور نیا معنی سامنے آتا ہے۔ جبکہ الگ الگ پڑھنے سے غزل کا معنی کچھ اور ہے۔

مثلاً ان کی یہ غزل ملاحظہ ہو:

وجود اہم ہے میرا	میں حسوں کی منزل ہوں
تو اپنی پلکیں اٹھا	تیری آنکھ کا تِل ہوں
بلند مرتبہ میرا	ہوں نقیب اہلِ دل
مگر یہ راز ہے کیا	اپنے دل سے غافل ہوں
میں ہوں اسیر وفا	میرا دل بھی نازک ہے
نہ چھیڑ باد صبا	پھول کے مماثل ہوں[۳۳]

اس تجربے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ موشح نما غزل اسلم حنیف کے نام کے ساتھ جڑا ہوا ایک ایسا تجربہ ہے جو کہ خاصا دلچسپ اور لوگوں کو اپنی طرف راغب کرنے والا ہے۔ بے شک بے شمار لوگوں نے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

اسے پابند اور معریٰ نظم کی ہی ہم شکل صنف کہا ہے لیکن تین معریٰ یا پابند نظمیں جوڑ کر موشح غزل نہیں بنائی جا سکتی، البتہ ایک موشح غزل کے تین ٹکڑے کر کے اسے پابند یا معریٰ نظم میں ضرور تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ موشح نما غزل اپنی انفرادی صورت کی بنا پر اردو شاعری کی نت نئی صنف کے طور پر روشن مستقبل کی مستحق دکھائی دیتی ہے۔ بے شک اسلم کے علاوہ کم ہی لوگوں نے اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے اور اس ہیئت کے پھلنے پھولنے کے امکانات بھی بہت ہیں۔ لیکن بھی اس صنف کے بارے میں قبل از وقت کچھ کہنا مناسب نہ ہو گا۔

اردو شاعری میں ہائیکو، ثلاثی اور موشح نما جیسی اصناف کا داخلہ محض ایک تجربہ نہیں بلکہ وقت کی ضرورت تھی۔ ان اصناف کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اردو شاعری اب صرف روایتی غزل یا طویل شاعری تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس نے عالمی ادب کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے اپنے اندر انفرادیت اور گہرائی پیدا کر لی ہے۔ ان اصناف کی سب سے بڑی خوبی "کم سے کم الفاظ میں بڑی بات کہنا" ہے۔ ہائیکو نے جہاں شاعر کو ۱۷ ارکان کی پیچیدہ پابندی کے ذریعے نظم و ضبط سکھایا، وہاں ثلاثی نے اردو کے اپنے اوزان میں رہتے ہوئے مختصر ترین ہیئت میں مکمل خیال پیش کرنے کی راہ دکھائی۔ ان اصناف نے ثابت کیا کہ ایک گہرا تاثر قائم کرنے کے لیے صفحات سیاہ کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ تین مصرعے بھی قاری کے ذہن پر نقش چھوڑ سکتے ہیں۔ یہ جدید اصناف اردو زبان کے زندہ ہونے کی علامت ہیں۔ انہوں نے ثابت کیا کہ اردو ایک ایسی متحرک زبان ہے جو دوسری زبانوں کے فنی ڈھانچوں کو نہ صرف اپناتی ہے بلکہ انہیں اپنے مزاج میں ڈھال کر ایک نیا ادبی رنگ پیدا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے۔ آج کے دور میں، جہاں پڑھنے والوں کے پاس وقت کی کمی ہے، مختصر اور پُر اثر اصناف اردو ادب کے مستقبل کو مزید مستحکم بنا رہی ہیں۔

حواشی و تعلیقات

۱۔ رفعت اختر، ہائیکو: تنقیدی جائزہ، نازش بک سینٹر، دہلی، ۱۹۹۳، ص ۳۲

۲۔ ایضاً، ص ۳۱

۳۔ عنوان چشتی، اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے، انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۵، ص ۲۴۲

۴۔ رفعت اختر، ہائیکو: تنقیدی جائزہ، نازش بک سینٹر، دہلی، ۱۹۹۳، ص ۵۳

۵۔ جاپان نمبر:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

آج سے ۸۲ سال قبل برصغیر کے کسی اردو ماہنامے کا جاپان نمبر شائع کرنا یقیناً اس زمانے میں جاپان کی دنیا میں اہمیت کا عکاس ہے۔ اس سے جاپانیوں کی اپنے ادبی شعبے میں بے مثال ترقی اور خاص طور پر اردو ادب کی ترویج میں ان کی دلچسپی کا بھی بخوبی اظہار ہوتا ہے۔(مزید دیکھیے۔۔)

https://www.express.pk/story/1295387/1936-ke-mahnamh-saqy-ka-japan-nmbr1295387#:~:text=%D8%A7%D9%86%20%DA%A9%DB%92%20%D9%85%D8%B6%D9%85%D9%88%D9%86%20%DA%A9%D8%A7%20%D8%AA%D8%B1%D8%AC%D9%85%DB%81%20%D8%A8%D8%B9%D9%86%D9%88%D8%A7%D9%86%20%22%D8%AA%D8%A7%D8%AB%D8%B1%D8%A7%D8%AA,%D9%85%DA%A9%D9%85%D9%84%20%D8%AA%D8%B5%D9%88%DB%8C%D8%B1%20%DA%A9%D8%B4%DB%8C%20%DA%A9%DB%8C%20%DA%AF%D8%A6%DB%8C%20%DB%81%DB%92%DB%94%20%D8%B0%DB%8C%D9%84

date: February 28,2028, time : 08:50PM

۶۔ ایضاً ، ص ۵۳

۷۔ علیم صبا نویدی، ترسیلے، شاکر پریس مدارس، ۱۹۸۶، ص ۲۱

۸۔ ایضاً ، ص ۲۱

۹۔ رفعت اختر، ہائیکو: تنقیدی جائزہ، نازش بک سینٹر، دہلی، ۱۹۹۳، ص ۱۱۷

۱۰۔ . ایضاً ص ۱۱۶

۱۱۔ خاور چودھری، ٹھنڈا سورج، سحر تاب پبلیکیشنز، اٹک پاکستان، ۲۰۰۶، ص ۱۹

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۰

۱۳۔ محمد امین، ہائی کو، پاکیزہ پرنٹنگ پریس، ملتان، ۱۹۷۱، ص ۴۲

۱۴۔ . ایضاً ص ۴۳

۱۵۔ تثلیث یا ثلاثی (مرتب شدہ)، رعنا اقبال، ندا پبلیکیشنز، ناظم آباد، کراچی، ۲۰۰۵، ص ۱۱

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۶۔ حمایت علی شاعر، حرف حرف روشنی، مکتبہ جامعہ نئی دہلی لمیٹڈ، نئی دہلی، ۱۹۸۶، ص ۱۲

۱۷۔ حمایت علی شاعر، مٹی کا قرض، پاک کتاب گھر، کراچی، ۱۹۸۰، ص ۱۳

۱۸۔ تثلیث یا ثلاثی (مرتب شدہ)، رعنا اقبال، ندا پبلیکیشنز، ناظم آباد، کراچی، ۲۰۰۵، ص ۸۱

۱۹۔ کوثر صدیقی، چند نئی شعری اصناف، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۱۷، ص ۸۶

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۰۱

۲۱۔ حمایت علی شاعر، حرف حرف روشنی، مکتبہ جامعہ نئی دہلی لمیٹڈ، نئی دہلی، ۱۹۸۶، ص ۱۵

۲۲۔ ایضاً، ص ۲۲

۲۳۔ ایضاً، ص ۲۶

۲۴۔ کوثر صدیقی، چند نئی شعری اصناف، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۱۷، ص ۱۰۱

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۰۲

۲۶۔ موشح نما:
کلاسیکی عربی میں لکھی جانے والی ایک کثیر سطری نظم پر مشتمل ہے، عموماً پانچ بندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔
Date: https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%85%D9%88%D8%B4%D8%AD
Febraury 25, 2026 Time: 01:20AM

۲۷۔ الاندلس یورپ میں موجود ایک سابقہ مسلم خطہ تھا جو ہسپانیہ، پرتگال اور جدید فرانس پر مشتمل تھا، جسے مسلم ہسپانیہ (Muslim Spain) یا اسلامی آئبیریا (Islamic Iberia) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ خطہ جزیرہ نما آئبیریا میں تھا۔۔۔(مزید دیکھیے)
https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A7%D9%86%D8%AF%D9%84%D8%B3
Date: February 25, 2026 Time: 01:20AM

۲۸۔ علیم صبا نویدی، اردو شاعری میں ہئیتی تجربے، نامعلوم تنظیم، ص ۱۵

۲۹۔ ظہیر رحمتی، غزل کے تنقید کی اصطلاحات، اے پی آفسیٹ پریس اترا کھنڈ، نئی دہلی، ۲۰۰۵، ص ۴۵۳

۳۰۔ ایضاً، ص ۴۵۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

۳۱۔ علیم صبا نویدی، اردو شاعری میں نئے تجربے، اردو شاعری میں نئے تجربے، تمل ناڈو اردو پبلیکشنز، چنئی، ، ۲۰۰۲، ص ۲۰۹

۳۲۔ ظہیر رحمتی، غزل کے تنقید کی اصطلاحات، اے پی آفسیٹ پریس اتراکھنڈ، نئی دہلی، ۲۰۰۵، ص ۴۵۳

۳۳۔ علیم صبا نویدی، اردو شاعری میں نئے تجربے، اردو شاعری میں نئے تجربے، تمل ناڈو اردو پبلیکشنز، چنئی، ، ۲۰۰۲، ص ۲۱۰